## 10823 ـ اگر کسی کے پاس اراضی اور املاك ہو تو کیا اس میں زکاۃ واجب ہے

**سوال**

ایك شخص کے پاس اراضی اور املاك ہے، جس پر کوئی آمدنی نہیں کیا اس پر زکاۃ ہو گی ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اس اراضی اور املاك پر زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر اس نے یہ سب کچھ فروخت اور تجارت کے لیے رکھا ہو تو پھر زکاۃ ہو گی.

اور اس کی زکاۃ کا حساب اس طرح ہو گا: سال مکمل ہونے پر اس اراضی اور املاك کی مارکیٹ ویلیو کے مطابق قیمت لگا کر اس میں سے دس کا چوتھائی حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کی جائے گی.

لیکن اگر یہ املاك آدمی کے استعمال اور خدمت یا پھر اس نے اپنے کام میں استعمال کے لیے رکھی ہو مثلا اسے کرایہ پر دے رکھا ہو، یا اس طرح کسی اور کام میں اور وہ اس املاك کی بعینہ تجارت نہ کرتا ہو تو اس حالت میں اس پر زکاۃ نہیں ہو گی.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی ـ تجارتی سامان کی زکاۃ میں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

العروض: عرض راء پر زبر یا عرض راء پر سکون کی جمع ہے، اور یہ وہ مال اور سامان ہے جو تجارت کے لیے تیار کیا گیا ہو، اور اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ مستقر نہیں رہتا، پیش کیا جاتا ہے، اور پھر زائل ہو جاتا ہے کیونکہ تجارت کرنے والا بعینہ یہ سامان نہیں چاہتا، بلکہ وہ تو اس کا منافع حاصل کرنا چاہتا ہے، اس لیے ہم نے اس کی قیمت میں زکاۃ واجب کی ہے، نہ کہ بعینہ اس چیز میں.

لہذا عروض یعنی تجارتی سامان اس وقت ہر وہ چیز ہو گی جو تجارت کے لیے تیار ہوئی ہو، چاہے وہ کسی بھی نوع اور قسم سے تعلق رکھے، اور یہ زکاۃ کے اموال کو عام اور شامل ہے؛ کیونکہ یہ جائداد میں بھی داخل ہے، اور کپڑے میں بھی، اور برتنوں میں بھی، اور حیوانات میں، بلکہ ہر چیز میں.

اور تجارتی سامان میں زکاۃ واجب ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ:

اول:

مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے عموم میں داخل ہونا:

اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے الذاریات ( 19 ).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا:

" انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مالوں میں ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے حاصل کر کے ان کے فقرا کو واپس کیا جائے گا"

اور اس میں کوئی شك نہیں کہ تجارتی سامان مال ہے.

اور اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے"

ہم کہیں گے: جی ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا: اس سامان جو بعینہ نہ چاہا گیا ہو اس میں نہیں، بلکہ اس کی قیمت چاہی گئی ہو اس میں زکاۃ نہیں ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: " اس کے غلام اور گھوڑے " یہ کلمہ انسان کی طرف بطور اختصاص مضاف ہے، یعنی جس نے اسے خاص کر لیا، اور وہ اسےاستعمال کرے اور اس سے نفع حاصل کرے، جیسا کہ گھوڑا اور غلام اور کپڑا، اور گھر جس میں رہتا ہے، اور استعمال کے لیے گاڑی چاہے وہ اجرت کے لیے ہی ہو، ان سب میں زکاۃ نہیں ہے؛ کیونکہ انسان نے یہ اپنے لیے رکھی ہیں، نہ کہ وہ اس سے تجارت کرتا ہے، ایك دن خرید لے اور پھر دوسرے دن اسے فروخت کردے.

تو اس بنا پر جس نے بھی اس حدیث سے سامان میں زکاۃ نہ ہونے پر استدلال کیا وہ بہت دور نکل گیا.

دوم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "

اگر ہم تاجر کو پوچھیں کہ وہ ان اموال سے کیا چاہتا ہے ؟ تو وہ جواب دے گا میں سونا اور چاندی چاہتا ہوں، میں دونوں نقدیاں چاہتا ہوں.

جب میں نے آج سامان خریدا اور وہ مجھے نفع دے یا ایك دن بعد تو میں اسے فروخت کر دونگا، میرا اس میں کی ذات

مطلقا ارادہ نہیں ہے، تو اس بنا پر ہم کہتے ہیں: نص اور قیاس کی بنا پر سامان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ نص خاص نہیں بلکہ عام ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع ( 6 / 141 ـ 142 ).

پھر شیخ رحمہ اللہ تعالی اس کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایك شخص نے منافع حاصل کرنے کے لیے گاڑی خریدی ( یعنی وہ اسے فروخت کر کے منافع حاصل کرے گا ) تو یہ تجارتی سامان ہے، جب اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے اور اس نے خریدتے وقت اس کی نیت کی لی.

اور اگر کوئی شخص استعمال کے لیے گاڑی خریدتا ہے، اور پھر بعد میں وہ اسے فروخت کرنے کی نیت کر لے تو اس پر زکاۃ نہیں کیونکہ اس نے خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں کی تھی، اس لیے اسے ملکیت میں لیتے وقت تجارت کی نیت ضروری ہے، اور اگر کوئی چیز تجارت کے لیے خریدے اور اس کی قیمت نصاب کو نہ پہنچتی ہو، اور نہ ہی اس کے پاس اتنی رقم ہے جو اس کے ساتھ ملائی جاسکے، تو اس پر زکاۃ نہیں، کیونکہ زکاۃ واجب ہونے کی شروط میں نصاب تك پہنچنا ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع ( 6 / 142 ).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

تجارت کے لیے لی گئی اراضی میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اس کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا صدقہ دینے کا حکم دیا جو ہم فروخت کرنے کے لیے تیار کرتے " انتہی

اس حدیث میں صدقہ سے مراد زکاۃ ہے.

لیکن اگر زمین اپنے لیے خاص ہو نہ کہ فروخت کرنے کے لیے، چاہے اس نے کاشت کاری کے مقصد سے حاصل کی ہو یا رہائش یا اجرت پر دینے کے لیے تو اس میں زکاۃ نہیں ہو گی، کیونکہ وہ فروخت کے لیے نہیں ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی ہی زیادہ علم رکھنے والا ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ للشیخ ابن باز ( 14 / 160 ).

والله اعلم .